# قانونِ قسامت اور شریعتِ مصطفوی

حافظ حبیب الرحمٰن

## اسلام میں انسانی جان کی اہمیت اور حرمت

قتل کو شریعت اسلامیہ میں بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے انسانی جان کو جو احترام دیا ہے وہ سورہ مائدہ کی اس آیت سے واضح ہے:

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ: ۳۲)

(ہم نے بنی اسرائیل پر حکم نازل کیا کہ جس نے کسی متنفس کو، بغیر اس کے کہ اس نے قتل نفس کا ارتکاب کیا ہو یا زمین میں فساد انگیزی کی ہو، قتل کر دیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے اسے زندہ رکھا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا)

اس آیت کریمہ میں دنیا کے سب سے پہلے واقعہ قتل کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا اولین سانحہ تھا جس میں ایک انسان نے دوسرے انسان کی جان لی۔ اس وقت پہلی مرتبہ ضرورت پیش آئی کہ انسان کو انسانی جان کا احترام سکھایا جائے اور اسے بتایا جائے کہ یہ انسان جینے کا حق رکھتا ہے۔ اس آیت کے اولین مخاطب بنی اسرائیل ہیں۔ یہاں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانی دنیا کا قتل قرار دیا گیا ہے اور ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ٹھہرایا گیا ہے۔

تمام ادیان و اقوام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی معصوم انسانی جان کو تلف کرنا سنگین

ترین انسانی جرم ہے لیکن مذکورہ آیت میں ایک انسانی جان کے قتل کو تمام انسانوں کا قتل قرار دے کر اس جرم کی سنگینی اور شدت کو بڑے بلیغ انداز میں واضح کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نفس انسانی کی حفاظت کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ نے مادی اور معنوی دونوں طرح کی سزائیں مقرر کی ہیں۔ چنانچہ قصاص ودیت کے پہلو بہ پہلو اللہ تعالیٰ کے غضب ولعنت کی سزا بھی رکھی گئی ہے جس کے اثرات دنیا اور آخرت دونوں میں مرتب ہوتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (النساء:۹۳)

(اور جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے گا اس کی سزا جہنم ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے گا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑا زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقیقی بندوں اور اطاعت کرنے والے اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (الفرقان:۶۸)

(اور وہ لوگ (یعنی اللہ کے حقیقی بندے) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے متنفس کو ناحق قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے جرم ٹھہرایا ہے)

## قتل ناحق کی سنگینی:

عن عبدالله بن عمرو عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لزوال الدنيا اهون على الله من قتل رجل مسلم[۱] عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ کے نزدیک

---

۱۔ نسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، سنن النسائی، ۷:۸۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طباعت ندارد

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے۔

ایک مسلمان کے ناحق قتل ہو جانے سے زیادہ آسان ہے۔

## تین صورتوں کے علاوہ مسلمان کا قتل جائز نہیں:

عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: والذی لااله غیره لایحل دم امری مسلم یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله الا ثلاثة نفر: التارك للاسلام مفارق الجماعة والثَّیِّبُ الزَّانی، النفس بالنفس[1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو مسلمان اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (یعنی محمد) اللہ کا رسول ہوں تو اس کا خون بہانا جائز نہیں ہے، مگر ان تین قسم کے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے: ایک یہ کہ ایک مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ شادی شدہ زنا کرے، تیسرے یہ کہ جان کے بدلے جان (یعنی قصاص میں قتل کرنا جائز ہے)۔

## کسی مسلمان کے قتل میں اعانت بھی سنگین جرم ہے:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من اعان علی قتل مومن بشطر کلمة لقی الله عزوجل، مکتوب بین عینیه آیس من رحمة الله[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک مومن کے قتل میں آدھی بات (یعنی ایک لفظ) کہہ کر بھی مدد کرے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے روز) اس طرح ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے

---

۱ سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، ۷:۹

۲ قزوینی، محمد بن یزید بن ماجہ، ص ۳۷۶، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹

☆ قال الامام الشافعی رحمه الله تعالی: امن الناس علیّ فی الفقه محمد بن حسن ☆

درمیان لکھا ہوا ہوگا "یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے"۔

شریعت اسلامیہ میں نہ صرف یہ کہ دوسروں کی جان لینا حرام ہے بلکہ خودکشی بھی حرام ہے اور اپنی جان کا تقدس اور احترام بھی اسی طرح ہے جس طرح دوسروں کی جان کا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

**قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ومن تردى من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنم، يتردى فيها خالدًا مخلدا فيها ابدا: من قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده يجاه بها في بطنه في نار جهنم خالدًا مخلدًا فيها ابدًا[1]**

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مارا اس کو دوزخ میں بھی گرایا جاتا رہے گا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے کسی ہتھیار سے مارا، وہ ہتھیار دوزخ میں اس کے اپنے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ اپنے پیٹ میں اندر گھونپے گا، اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

**عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي يخنق نفسه يخنقها في النار، والذي يطعنها يطعنها في النار[2]**

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارے گا وہ دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹے گا۔ اور جو اپنے آپ کو نیزہ مارے گا، دوزخ میں بھی اپنے آپ کو نیزہ مارے گا۔

---

۱- امام احمد بن حنبل، مسند الامام احمد، ۲: ۴۸۲، دار الفکر، طباعت ندارد

۲- بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، ۱: ۴۵۹، رقم: ۱۲۹۹، دار الفکر، بیروت۔

## قیامت میں سب سے پہلے خونِ ناحق کا فیصلہ ہوگا:

عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اول مایقضیٰ بین الناس یوم القیامة فی الدماء[۱]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ کیا جائے گا، وہ خون ہوگا (یعنی قتل ناحق کا فیصلہ کیا جائے گا، اور قاتل کو سزا دی جائے گی)۔

قرآن وسنت کی مذکورہ بالا توضیحات کی روشنی میں انسانی جان کے تقدس واہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ اس سلسلہ میں معمولی سی غفلت اور کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتی اور ہر صورت میں خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کی کوشش کرتی ہے، اس کا سب سے بڑا ثبوت اسلام کا قانون قسامت ہے۔ اہل محلہ سے قانون قسامت کے تحت دیت وصول کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اہل محلہ میں سے ہی لازماً کوئی قاتل ہے، کیونکہ اگر اہل محلہ میں سے کوئی بھی قاتل نہ ہو تب بھی دیت انہی سے وصول کی جاتی ہے کیونکہ تمام اہل محلہ اس لحاظ سے کوتاہی کے مرتکب ہیں کہ ایک ایسے شخص کی مدد اور حفاظت نہیں کر سکے جس کا خون بہانا حرام تھا اور جس کی مدد اور حفاظت تمام اہل محلہ پر لازم تھی، اس لیے اہل محلہ کا مواخذہ کیا جاتا ہے۔

---

۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، ص ۴۷۶

| | |
|---|---|
| تو غنی از ہر دو عالم من فقیر | روز محشر عذر ہائے من پذیر |
| گر تو مے بینی حسابم ناگزیر | از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر |

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

# قسامت کا معنی ومفہوم

## ا) لغوی معنی:

لغت میں قسامت کے متعدد معانی ہیں مثلاً قسم، صلح، حسن وجمال وغیرہ۔

## ب) اصطلاحی معنی:

قسامت کی تعریف میں بنیادی نوعیت کا اختلاف ہے اس لیے ذیل میں تفصیل سے وضاحت کی جاتی ہے۔

### ا۔احناف کے نزدیک قسامت کا اصطلاحی معنی:

شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں:

"واذا وجد الرجل قتيلاً فى محلة قوم فعليهم ان يقسم منهم خمسون رجلا بالله ماقتلنا ولا علمنا له قاتلا ثم يغرمون الدية"(۱)

"جب کسی محلّہ میں مقتول پایا جائے تو ضروری ہے کہ اہل محلّہ میں سے پچاس افراد قسم کھا کر کہیں کہ بخدا ہم نے اسے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہی ہمیں قاتل کا علم ہے، پھر ان سے دیت بھی وصول کی جائے گی"۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

فى عرف الشرع تستعمل فى اليمين بالله تبارك و تعالى بسبب

ا۔ سرخسی، ابوبکر محمد بن احمد، المبسوط، ۲۶،۱۰۶، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی ۱۹۸۷

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں (محدث ابوزرعہ)

مخصوص وعدد مخصوص وعلی شخص مخصوص وھو المدعی علیه علی وجه مخصوص (۱)

''شرعی اصطلاح میں مخصوص طریقہ سے مخصوص شخص (یعنی مدعی علیہ) کے خلاف کسی مخصوص سبب سے ایک مخصوص تعداد میں قسم کھانا قسامت کہلاتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس محلّہ سے مقتول ملا ہے، اس محلّہ کے پچاس افراد قسم کھائیں گے کہ ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی اس کے قاتل کے بارے میں کوئی علم ہے۔''

## ۲۔ شوافع کے نزدیک قسامت کا اصطلاحی معنی:

''اسم للایمان التی تقسم علی اولیاء الدم''(۲)

یعنی مقتول کے ورثاء پر جو قسمیں تقسیم کی جاتی ہیں، ان قسموں کا نام قسامت ہے۔

## ۳۔ مالکیہ کے نزدیک قسامت کا معنی:

''ھی حلف خمسین یمینا او جزء ا منھا علی اثبات الدم''(۳)

دعویٰ خون کے اثبات پر پچاس یا اس سے کچھ کم قسمیں کھانا

## ۴۔ حنابلہ کے نزدیک قسامت کا معنی:

ابن قدامہ فرماتے ہیں

''ھی الایمان المکررۃ فی دعوی القتل''(۴)

''دعویٰ قتل میں جو قسمیں بار بار کھائی جاتی ہیں انہیں قسامت کہا جاتا ہے۔''

---

۱۔ بدائع الصنائع، ۸:۱۵۱

۲۔ الشربینی الشیخ محمد مغنی المحتاج، ۴:۱۰۹، داراحیاء التراث العربی، لبنان، طباعت ۱۹۳۳

۳۔ ابوعبداللہ، الحطاب، مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل، ۶:۲۷۳، مطبعۃ دارالکتاب اللبنانی

۴۔ ابن قدامہ، عبدالرحمن بن ابی عمر بن احمد، المغنی، ۱۲:۱۸۸، ھجر للطباعۃ والنشر، قاہرہ، ۱۹۹۲

**وضاحت:**

جب کسی محلہ میں کوئی مقتول پایا جائے تو قسامت کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ مقتول پر قتل کے آثار ہوں۔

۲۔ مقتول ایسی جگہ پایا جائے جہاں لوگوں کے تحفظ اور ان کی حمایت کی ذمہ داری کسی جماعت پر عائد ہوتی ہو جیسے محلہ یا گھر وغیرہ۔

۳۔ قاتل کا علم نہ ہو۔ اگر قاتل کے بارے میں کوئی ثبوت یا گواہ موجود ہیں تو پھر قسامت نہیں ہوگی۔

۴۔ ضروری ہے کہ مقتول بے گناہ ہو۔

۵۔ احناف کے نزدیک اہل محلہ پچاس قسمیں کھائیں گے جبکہ شوافع کے نزدیک مدعی پچاس قسمیں کھائے گا۔

---


## جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل

ترتیب و تدوین: ڈاکٹر عبدالستار ابو غدہ      اردو ترجمہ: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

نظر ثانی و اشاعت: ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

450 صفحات، قیمت 300 روپے عمدہ ایڈیشن

ناشر: ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی

پوسٹ بکس نمبر 17777 گلشن اقبال کراچی


علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

# دور جاہلیت میں قسامت کا تصور

اسلام سے قبل دور جاہلیت میں بھی قسامت کا تصور ملتا ہے۔ صحیح بخاری اور سنن نسائی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول یہ واقعہ اس دعویٰ کی تائید کرتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دور جاہلیت میں سب سے پہلی قسامت اس طرح ہوئی کہ بنو ہاشم میں سے ایک شخص نے قریش کے ایک شخص کی ملازمت اختیار کر لی۔ ایک مرتبہ وہ اس کے اونٹ لے کر گیا تو اس کی ملاقات بنو ہاشم کے ایک شخص سے ہوگئی، اس ہاشمی کے برتن باندھنے کی رسی ٹوٹ گئی۔ اس نے اس ملازم سے کہا کہ مجھے برتن باندھنے کے لیے رسی دے دیں، تو اس نے ایک رسی دے دی۔ جب وہ کسی مقام پر ٹھہرے تو اس نے تمام اونٹ باندھ دیئے لیکن ایک اونٹ نہ باندھا جا سکا۔ مالک نے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کیوں نہیں باندھا ہے، ملازم نے جواب دیا کہ راستہ میں بنو ہاشم کا ایک شخص ملا جس کے برتن باندھنے کی رسی ٹوٹ گئی تھی، اس نے مجھ سے اس سلسلہ میں مدد طلب کی تو میں نے وہ رسی اسے دے دی۔ یہ سنتے ہی مالک نے نوکر کو ایک لاٹھی ماری جس سے اس کی حالت نازک ہوگئی، اس موقع پر وہاں ایک یمنی شخص آ نکلا، نوکر نے یمنی سے پوچھا کہ کیا تم اس مرتبہ مکہ مکرمہ جاؤ گے، اس نے کہا نہیں جاؤں گا، شاید چلا بھی جاؤں۔ نوکر نے درخواست کی کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر میری طرف سے ایک پیغام پہنچا دیجئے، یمنی نے کہا ٹھیک ہے۔ نوکر نے کہا جب مکہ مکرمہ پہنچ جاؤ تو بلانا: اے قریش! جب وہ جواب دیں، تو بلانا: اے اولاد ہاشم! جب وہ جواب دیں، تو پھر ابو طالب کا پوچھنا، اور انہیں بتانا

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود وترمذی)

کہ فلاں شخص نے مجھے ایک معمولی سے رسی کے بدلے جان سے مار ڈالا ہے۔ بعدازاں وہ ملازم مرگیا۔ جب ملازم رکھنے والا شخص مکہ مکرمہ واپس آیا تو ابوطالب نے پوچھا کہ ہمارا آدمی کہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ بیمار ہوا، میں نے اس کی خوب خدمت کی، پھر وہ مرگیا، میں نے اسے راستہ میں دفن کردیا۔ ابوطالب نے جواب دیا کہ تم سے یہی توقع تھی۔ کچھ عرصہ بعد ہی وہ یمنی شخص مکہ مکرمہ آ پہنچا جسے ہاشمی نے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی۔ اس نے پہلے قریش کو پکارا، جب جواب ملا کہ یہ قریش کے لوگ ہیں، تو اس نے بلایا: اے اولاد ہاشم، جب بتایا کہ یہ اولاد ہاشم ہیں، تو اس نے پوچھا ابوطالب کہاں ہے، لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں ابوطالب۔ اس نے بتایا کہ اسے فلاں شخص نے پیغام دیا تھا کہ اسے فلاں شخص نے محض ایک رسی کی خاطر مار ڈالا ہے۔ ابوطالب یہ بات سن کر اس شخص کے پاس آئے اور کہا: تجھے تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوگا:

۱۔ سو اونٹ دیت ادا کرو کیونکہ یہ غلطی سے قتل ہوا ہے، یا

۲۔ پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تو نے اسے نہیں مارا ہے، یا

۳۔ ہم تجھ سے قصاص لیں گے۔

اس شخص نے اس بات کا ذکر اپنے خاندان کے لوگوں سے کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم قسم کھائیں گے۔ اس دوران بنو ہاشم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون جوان کے ہاں بیاہی ہوئی تھی آئی اور کہا کہ اے ابوطالب! میری خواہش ہے کہ آپ پچاس آدمیوں میں سے ایک کے بدلہ یہ بیٹا بطور اُجیر منظور فرمالیں اور قسم نہ لیں۔ ابوطالب نے منظور کرلیا۔ بعد میں ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ سو اونٹوں کے بدلے پچاس آدمیوں سے قسمیں لینا چاہتے ہیں، تو ہر شخص کے حصہ میں دو دو اونٹ آتے ہیں، یہ لیجئے دو اونٹ، اور مجھ سے قسم نہ لیجئے، ابوطالب نے اسے بھی منظور فرمالیا۔ باقی اڑتالیس آدمی آئے اور انہوں نے قسم کھائی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بخدا ایک سال گزرنے نہ پایا تھا کہ ان اڑتالیس میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہا تھا۔ (۱)

---

۱۔ سنن النسائی، ۸: ۲۔۴

فضل العالم علی العابد کفضلِ القمرِ علی سائرِ الکواکب (سنن ابوداود وترمذی)

سنن نسائی میں ہے:

**عن اناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان القسامة كانت فى الجاهلية ثم اقرها رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما كانت عليه فى الجاهلية و قضى بها بين اناس من الانصار فى قتيل ادعوه على يهود خيبر (۱)**

"سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نقل کرتے ہیں کہ قسامت دور جاہلیت میں جاری تھی، بعد ازاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح قائم رکھا جیسے یہ دور جاہلیت میں رائج تھی۔ آپ نے انصار میں سے کچھ لوگوں کے مقدمہ کا فیصلہ اسی کے ذریعے کیا جس میں انہوں نے ایک قتل کا ذمہ دار یہود خیبر کو ٹھہرایا۔

## اسلام اور دورِ جاہلیت کے تصور قسامت میں فرق:

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دور جاہلیت میں قسامت کا جو طریقہ رائج تھا اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تر تفصیلات و جزئیات کے ساتھ باقی رکھا بلکہ اسلام کا تصور قسامت دور جاہلیت سے متعدد امور میں مختلف ہے مثلاً زمانہ جاہلیت میں مدعی علیہ کو قصاص، دیت اور قسمیں کھانے میں اختیار ہوتا تھا جبکہ اسلام میں یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔

اسلامی قانون قسامت کے بارے میں تفصیلی معلومات زیر نظر کتابچہ میں موجود ہیں۔

---

۱۔ سنن نسائی، ۸:۵

میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید)

# قسامت کی شرعی حیثیت

جمہور علماء کے نزدیک قسامت شرعاً درست ہے۔ البتہ بعض علماء سلف قسامت کے قائل نہیں ہیں۔ اس کی تفصیل میں دو مباحث ہیں:

پہلی بحث: جمہور کا نقطہ نظر اور ان کے دلائل

دوسری بحث: قسامت کے عدم جواز کے قائلین اور ان کے دلائل

## ۱۔ جمہور علماء کا نقطۂ نظر اور ان کے دلائل:

جمہور صحابہ، تابعین اور فقہاء کے نزدیک قسامت جائز ہے۔ جمہور کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اصول یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ قسم کھائے۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے:

پہلی دلیل:

عن سهل بن ابي حثمة و عن رافع بن خديج ; انهما قالا: خرج عبدالله بن سهل بن زيد و محيصه بن مسعود بن زيد حتى اذا كانا بخيبر تفرقا في بعض ما هنالك ثم اذا محيصة يجد عبدالله بن سهل قتيلا فدفنه ثم أقبل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم هو و حُويصة بن مسعود و عبدالرحمن بن سهل و كان اصغر القوم فذهب عبدالرحمن ليتكلم قبل صاحبيه فقال له رسول الله

(فقہ المعاملات پر اپنی نوعیت کا پہلا علمی و تحقیقی مجلہ آپ کے ہاتھ میں ہے)

صلى الله عليه وسلم كبر (الكبر في السن) فصمت فتكلم صاحباه و تكلم معهما فذكروا لرسول الله صلى الله عليه وسلم مقتل عبدالله بن سهل فقال لهم أتحلفون خمسين يمينا فتستحقون صاحبكم (أوقاتلكم) قالوا: وكيف نحلف و لم نشهد قال: فتبرئكم يهود بخمسين يمينا قالوا: وكيف نقبل ايمان قوم كفار فلما رأى ذلك رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أعطى عقله (۱)

سہل ابن ابی حثمہؓ اور رافع ابن خدیجؓ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن سہل اور محیصہ ابن مسعود سفر پر نکلے، جب دونوں خیبر پہنچے تو دونوں وہاں کسی مقام پر الگ الگ ہو گئے۔ اچانک وہاں محیصہ کو عبداللہ ابن سہل مقتول حالت میں ملے۔ انہوں نے اسے وہیں دفن کر دیا۔ پھر محیصہؓ ابن مسعود، حویصہ ابن مسعود اور عبداللہ ابن سہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبدالرحمن ابن سہل ان میں چھوٹے تھے، جب وہ اپنے دیگر ساتھیوں کی طرف سے بات شروع کرنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عمر میں بڑا ہے اسے بات کرنے کا موقع دیں، تو وہ خاموش ہو گئے۔ پھر دوسرے دو ساتھیوں نے بات کی اور عبدالرحمن ابن سہل نے بھی بات کی۔ انہوں نے عبداللہ ابن سہل کے قتل کا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو کہ اپنے مقتول ساتھی کے حق دار قرار پاؤ یا قاتل کا تعین ہو جائے''۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا نہیں تو کس طرح قسمیں کھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تمہیں بری الذمہ کر دیں۔ انہوں نے کہا: ہم کافر لوگوں کی قسمیں کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔ جب

---

۱۔ نیشاپوری، ابوالحسین مسلم بن الحجاج، ۳: ۱۲۹۲، دارالحدیث، القاہرہ، ۱۹۹۱ء۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورتحال دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت ادا کی۔

## وضاحت:

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قسامت جائز ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مقتول کے اولیاء کے لیے کسی معین فرد پر دعویٰ مشکل ہو اور قاتل معلوم نہ ہو تو اس صورت میں پچاس قسمیں دی جائیں گی لیکن جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اولیاء مقتول کو یہود کی قسموں کا اعتبار نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سہل کے خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کے لیے بیت المال سے اس کی دیت ادا کر دی۔

## دوسری دلیل:

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: البينة على المدعي واليمين على من انكر الا في القسامة (۱)

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدعی کے ذمہ ثبوت ہے اور قسم انکار کرنے والے پر ہے سوائے قسامت کے۔''

## وضاحت:

اس حدیث میں حقوق کے اثبات کا عمومی ضابطہ ذکر کیا گیا ہے کہ مدعی ثبوت پیش کرے گا اور مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی لیکن قسامت کا قانون اس عمومی ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں محدثین نے کچھ کلام کیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی دیگر دلائل سے اس کی تائید

---

۱۔ دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن دار قطنی، ۴: ۲۱۸، رقم: ۵۲

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ہوتی ہے۔

## تیسری دلیل:

عن أبي سلمة بن عبدالرحمن وسليمان بن يسار عن ناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن القسامة كانت في الجاهلية فاقرها رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما كانت عليه في الجاهلية و قضى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أناس من الأنصار في قتيل ادعوه على يهود خيبر (۱)

ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار بعض انصار صحابہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ قتل میں قسامت کا طریقہ زمانہ جاہلیت میں رائج تھا جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے بنو حارثہ کے ایک مقتول کا فیصلہ قسامت کے طریقہ سے کیا جس کا دعویٰ انہوں نے یہودیوں پر کیا تھا۔

### وضاحت:

جمہور قسامت کے جواز پر اس حدیث کو بھی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو برقرار رکھا اور اس کے مطابق فیصلہ بھی فرمایا۔ مزید یہ کہ خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ قسامت بھی ہے۔

## قسامت کے عدم جواز کے قائلین اور ان کے دلائل:

### بعض سلف کا قسامت کے جواز سے انکار:

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سلف مثلاً ابوقلابہؒ، سالم بن عبداللہؒ، سلیمان بن یسار، قتادہؒ، مسلم بن خالد اور عمر بن عبدالعزیزؒ (ایک روایت کے مطابق) قسامت کے قائل نہیں

---

۱۔ سنن النسائی، ۸:۵

ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک قسامت ثابت نہیں ہے اور کئی پہلوؤں سے اصول شریعت کے خلاف ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: لو یعطی الناس بدعواهم لادعی ناس دماء الرجال و اموالهم ولکن الیمین علی المدعی علیه(۱)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو محض ان کے دعوؤں کی بدولت دیا جانے لگتا، تو وہ ایک دوسرے کے خون اور مال کے دعوئ کرنے لگ جاتے، لیکن مدعی علیہ کے ذمے قسم ہے۔

سنن بیہقی میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ''لکن البینة علی المدعی والیمین علی من انکر''(۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی شخص کو ثبوت کے بغیر کوئی حق نہیں دلایا جا سکتا۔ چونکہ اس حدیث میں حکم عام ہے اس لیے اس سے قسامت کا عدم جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ شریعت کا اصول یہ ہے کہ فیصلہ کسی ثابت شدہ دلیل کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، تو قسامت میں ایسے افراد کی قسموں کی بنیاد پر کیسے فیصلہ دیا جا سکتا ہے جو موقعہ پر موجود ہی نہ ہوں۔

۳۔ حضرت سہیلؓ کی مذکورہ حدیث سے قسامت ثابت نہیں ہوتی بلکہ قسامت کا طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

۲۔ جاء رجل من حضرموت ورجل من کندہ إلی رسول الله (صلی الله علیه وسلم) فقال الحضرمي یا رسول الله ان هذا غلبني علی أرض کانت لأبي فقال الکندي هي أرضي في یدي أزرعها

---

۱۔ صحیح مسلم، ۲: ۱۳۳۶

۲۔ البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، ۱۵: ۳۹۳، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۶

ليس له فيهاحق فقال النبي صلى الله عليه وسلم للحضرمي ألك بينة؟ قال: لا، قال: فلك يمينة فقال: يارسول الله انه فاجر ليس يبالي ماحلف ليس ينورع من شيء فقال ليس لك منه الا ذلك(۱)

ایک شخص علاقہ حضرموت سے اور مقام کندہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرموت سے آنے والے شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس شخص نے میرے باپ کی زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ کندہ سے تعلق رکھنے والے نے کہا: یہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، میں اس میں کاشت کرتا ہوں۔ اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے ،تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا: کیا تیرے پاس ثبوت ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے دوسرے سے کہا کہ تم قسم کھاؤ۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاسق شخص ہے قسم کی اسے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اسے کسی چیز کا ڈر نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس کی طرف سے صرف اسی طریقہ سے تسلی کرائی جاسکتی ہے۔

## وضاحت:

قسامت کے عدم جواز کا موقف رکھنے والے علماء کا استدلال یہ ہے کہ یہاں اثبات حق کے لیے صرف ایک ہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ ثبوت پیش کیا جائے بصورت دیگر مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔

## جمہور فقہاء کا جواب:

۱۔ پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ قسامت بھی ایک شرعی دلیل ہے جس طرح مدعی کی طرف سے گواہ پیش کرنے کی بنیاد پر یا مدعی علیہ کی قسم کی بنیاد پر کوئی فیصلہ شرعی ثبوت تصور کیا جاتا ہے اسی طرح قسامت کے ذریعہ بھی فیصلہ شرعی ثبوت کی بنیاد پر تصور کیا جائے گا۔

جس حدیث میں یہ اصول ذکر کیا گیا ہے کہ ''مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور مدعا علیہ پر قسم ہے'' وہ عام ہے جبکہ قسامت کی احادیث خاص ہیں، اس لیے دونوں میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ

---

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، ۱: ۱۲۳، حدیث نمبر ۱۳۹

قسامت کی احادیث پر ان حالات میں عمل کیا جائے گا جہاں قسامت کی شرائط پائی جاتی ہوں، دیگر حالات میں اس حدیث پر عمل ہوگا جس میں حکم عام ہے۔اس طرح کسی فرد کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

۲۔ جمہور کی طرف سے دوسری دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ جرم کا اقرار نہ کرے لیکن میت پر آثار قتل موجود ہوں تو ایسی صورت میں قسامت ایک ثابت شدہ شرعی دلیل ہے جسے دیگر شرعی دلائل سے رد نہیں کیا جاتا بلکہ دلائل میں تطبیق کے بعد سب پر عمل کیا جاتا ہے۔

۳۔ تیسری دلیل کا جمہور کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت سہیلؓ کی حدیث کے علاوہ بھی یہ بات متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کے طریقہ کو قائم رکھا، مثلاً ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قسامت کا جو طریقہ دور جاہلیت میں رائج تھا اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں بھی برقرار رکھا۔

۴۔ چوتھی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ دیگر احادیث کی طرح اس حدیث کا مصداق بھی صرف وہ حالات ہیں جن میں قسامت کا حکم نہیں ہے۔ دونوں قسم کی احادیث پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ جن میں قسامت کا حکم ہے، ان پر بھی عمل کیا جائے بشرطیکہ وہ تمام شرائط موجود ہوں جو قسامت کے لیے ضروری ہیں، اور ان احادیث پر بھی عمل کیا جائے جن میں عام اصول بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح تمام احادیث میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے اور سب پر عمل بھی ہو جاتا ہے اور تعارض بھی ختم ہو جاتا ہے۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ ایک قلیل تعداد کے علاوہ تمام صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین کے نزدیک قسامت شرعاً جائز ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قانون قسامت کے تحت فیصلے فرمائے ہیں اور بعد کے ادوار میں بھی اس قانون پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔اس سلسلہ میں احادیث میں جو بظاہر تعارض نظر آتا ہے ان میں جمہور علماء نے نہایت احسن طریقہ سے تطبیق کی ہے۔اس سے تمام احادیث پر عمل ہو جاتا ہے اور کسی حدیث کو مرجوح قرار دے کر ترک نہیں کیا جاتا۔

## فرید بک اسٹال لاہور سے ہماری درج ذیل کتب دستیاب ہیں

| نام کتاب | مصنف؍مؤلف؍مترجم | نرخ |
|---|---|---|
| ۱۔تاریخ نفاذ حدود | پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز | ۳۰۰ |
| ۲۔کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت | " | ۴۰ |
| ۳۔کلوننگ (کاتعارف،شرعی حیثیت) | " | ۱۰۰ |
| ۴۔چند منتخب امور ومعاملات کی شرعی حیثیت | " | ۱۰۰ |
| ۵۔امام وخطیب کی شرعی ومعاشرتی حیثیت | " | ۸۰ |
| ۶۔کاغذی کرنسی کی شرعی حیثیت | " | ۸۰ |
| ۷۔شیئرز کے کاروبار کی شرعی حیثیت | " | ۲۵ |
| ۸۔رطب ویابس (مجموعہ مقالات) | " | ۱۰۰ |
| ۹۔کڑوی روٹی | " | ۳۰ |
| ۱۰۔بینکوں کے ذریعہ زکوۃ کی کٹوتی | " | ۴۰ |
| ۱۱۔لوگ کیا کہیں گے | " | ۲۰ |
| ۱۲۔قربانی کیسے کریں | " | ۱۰ |
| ۱۳۔مفتی کون فتویٰ کس سے لیں | " | ۲۰ |
| ۱۴۔انڈکس شرح صحیح مسلم | " | ۱۰ |
| ۱۵۔پندھرویں صدی کا مجدد کون | " | ۱۰ |
| ۱۶۔روزہ رکھئے مگر۔۔۔؟ | " | ۲۰ |
| ۱۷۔اسلامی بنکاری | " | ۳۵ |
| ۱۸۔بچوں کے لئے دعائیں | " | ۲۵ |
| ۱۹۔مختصر نصابِ قرآن | " | ۳۵ |
| ۲۰۔مختصر نصابِ حدیث | " | ۴۰ |
| ۲۱۔مختصر نصابِ فقہ | " | ۳۵ |
| ۲۲۔مختصر نصابِ سیرت | " | ۳۰ |
| ۲۳۔تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت | مصباح الدین | ۲۰۰ |
| ۲۴۔پی ایچ ڈی کیسے کریں؟ | لطافت بریلوی | ۴۰ |
| ۲۵۔جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل | عبدالستار ابوغدہ | ۳۰۰ |